الفیوضات الغوثیہ علی السلسلۃ النقشبندیہ

مصنف

فیض ملت، آفتابِ اہلسنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی

با اہتمام

حضرت علامہ مولانا حمزہ علی قادری

ناشر

عطاری پبلشرز

مدینۃ المرشد (کراچی)

فون موبائل: 0300 - 8271889

صفحات : 48 قیمت : -/25 روپے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

امابعد! فقیر ہر ولی اللہ سے عقیدت و محبت فرض سمجھتا ہے۔ بلا تخصیص سلسلہ ہر ولی اللہ کے گستاخ و بے ادب کا دشمن ہوں یہی اساتذہ انجیں رحمہم اللہ کا مذہب ہے اور ہمیں کبھی کسی اہلسنت ہیں سے انکار نہیں۔ نیز یہ عقیدہ بھی رکھتا ہوں کہ حضور غوث اعظم پیر پیراں، میر میراں جملہ اولیا کرام کے سرتاج ہیں۔ لیکن چند دوست سلسلہ عالیہ نقشبندیہ نادانستہ (بلا تخصیص) فرماتے ہیں کہ سیدنا مجدد الف ثانی امام ربانی رضی اللہ عنہ حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں۔
فقیر اس رسالہ میں ثابت کرے گا کہ نہ صرف حضور امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے فیضیافتہ ہیں بلکہ خود سلسلہ عالیہ نقشبندیہ بھی حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا مرہون منت ہے۔ سب سے پہلے فقیر پیر طریقت حضرت میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری مدظلہ کے جمع کردہ رسالہ کے اقتباسات پیش کرتا ہے۔ جو انہوں نے مکتوبات امام ربانی شریف سے جمع فرمائے ہیں۔ اس کے بعد دیگر حوالہ جات۔ ان کے رسالہ کا نام ہے۔
حضور سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ میں۔ اس کا عنوان یہ ہے۔

حضور سیدنا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ کی نگاہ میں

مرتبہ

صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی

نور اسلام کے پندرہ ۱۵ برس

۱۹۵۵ سے ۱۹۷۰ تک یہ تبلیغی رسالہ عرصہ ۱۵ سال سے اسلامی تعلیمات کی نورانی کرنوں کو پاکستان کے طول و عرض میں پہنچا رہا ہے۔ علمی، ادبی، اسلامی، تاریخی مضامین بزرگان دین کے احوال اور ان کے اقوال زریں تصوف پر بلند پایہ مضامین کے ساتھ امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی اور اعلیٰحضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی پاکیزہ تعلیمات کی ترویج ہی اس رسالہ کی سب سے بڑی خصوصیت

ہے۔ اہل اسلام بالخصوص سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے وابستگان کے لیے یہ ایک نادر تحفہ ہے۔ اپنے نزدیکی بک سٹال سے طلب کیجیے یا براہ راست اس پتے پر رجوع فرمایئے۔

(ادارہ نور اسلام)

ناشران

صاحبزادہ میاں خلیل احمد و میاں سعید احمد شرقپوری

جمیع پریس دربار مارکیٹ دربار روڈ لاہور

حضور سیدنا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر گیلانیؒ

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ کی نگاہ میں

اما آں قدر خوارق کہ از حضرت سید محی الدین جیلانی قدس سرہٗ ظاہر گشتہ است از ہیچ کدام آنہا ظہور نیافتہ آخر الامر حضرت حق سبحانہ، سرّ ایں معمّا را ظاہر ساخت و معلوم فرمودہ کہ عروج ایشاں از اکثر بلند تر واقع شدہ است و در جانب نزول تا مقام روح فرود آمدہ اند کہ از عالم اسباب بلند تر است مناسبت ایں مقام۔

(دفتر اوّل حصہ سوم مکتوب نمبر ۲۱۶ صفحہ ۱۲)

ترجمہ:۔ مگر جس قدر خوارق حضرت سید محی الدین جیلانی قدس سرہٗ سے ظاہر ہو گئے ہیں۔ ایسے خوارق ان میں سے کسی سے ظاہر نہیں ہوئے۔ آخر کار حق تعالےٰ نے اس معمہ کا بھید ظاہر کر دیا اور جتلا دیا کہ ان کا عروج اکثر اولیاء اللہ سے بلند تر واقع ہوا ہے۔ اور نزول کی جانب میں مقام روح تک نیچے اترے ہیں جو عالم اسباب سے بلند تر ہے۔

مکتوب صد و بست و سوم ۱۲۳

بنور محمد تہاری۔ در بیان آں کہ راہ ہائے کہ موصل اند بجناب قدس، دو اند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی

راہ ہائے کہ بجناب قدس موصل اند دو اند۔ راہیست کہ بقرب نبوت تعلق دارد علی اربابہا الصلوٰۃ والسلام موصل اصل الاصل است، واصلانِ ایں راہ بالاصالۃ انبیا اند علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات وصحابۂ ایشاں وازسائر امتانِ حنیفی میگیرد بے۔ دولت بنوازند اگرچہ قلیل بوند۔ بلکہ اقل، و دریں راہ توسط و حیلولت نیست ہرکہ ازیں واصلانِ فیض میگیرد بے توسط احدے از اصل اخذ می نماید و ہیچ یکے دیگرے را حائل نیست و راہیست کہ بقریب ولایت تعلق دارد اقطاب و اوتاد و بدلاء و نجباء و عامۂ اولیاء اللہ بہمیں راہ واصل اند و راہ سلوک عبارت ازیں راہ است بلکہ جذبۂ متعارفہ نیز داخل ہمیں ست۔ و توسط و حیلولت دریں راہ کائن است و پیشوائے واصلانِ ایں راہ و سرگروہ ایشاں و منبع

فیض ایں بزرگواراں حضرت علی مرتضٰی است کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم

ترجمہ مکتوب ۱۲۳

اس بیان میں کہ وہ راہ جو جناب قدس جل شانہ کی طرف پہنچانے والے ہیں۔ دو ہیں نور محمد تہاری کی طرف صادر فرمایا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ کی حمد ہے۔ اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہو۔ وہ راہ جو جناب قدس جل شانہ کی طرف پہنچانے والے ہیں۔ دو ہیں۔ ایک وہ راستہ جو قرب نبوت سے تعلق رکھتا ہے۔ اور اصل الاصل تک پہنچانے والا ہے۔ اس راہ کے پہنچنے والے بالا صالۃ انبیاء علیہم السلام اور ان کے اصحاب ؓ ہیں۔ اور راستوں سے بھی جس کو چاہیں اس دولت سے سرفراز کرتے ہیں۔ مگر یہ لوگ قلیل بلکہ اقل ہیں۔ اس راستہ میں واسطہ اور حیلولہ نہیں ان واصلوں میں سے جو کوئی فیض حاصل کرتا ہے۔ کسی کے واسطہ کے اصل سے حاصل کرتا ہے۔ اور کوئی ایک دوسرے کا حائل نہیں۔ دوسرا وہ راستہ ہے۔ جو قرب ولایت سے تعلق رکھتا ہے۔ تمام قطب اور اوتاد اور ابدال اور نجیب اور

وایں منصب عظیم الشان بایشاں تعلق دارد، و دریں مقام کہ گویا ہر مقام آں سرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام بہ برق

مبارک او است کرم اللہ وجہہ و حضرت فاطمہ و حضرت حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم دریں مقام با ایشاں شریک اند، انگارم کہ حضرت امیر قبل از نشأۂ عنصری نیز ملاذ و ملجا ایں مقام بودہ اند چنانچہ بعد از نشأۂ عنصری و ہر کرا فیض و ہدایت ازیں راہ می رسید بتوسط ایشاں می رسید چہ ایشاں نزد نقطۂ منتہائے ایں راہ اند و مرکز ایں مقام بایشاں تعلق دارد و چوں دورۂ حضرت امیر تمام شد ایں منصب عظیم القدر بحضرات حسنین ترتیباً مفوض و مسلم گشت و بعد از ایشاں بہر یکے از ائمۂ اثنا عشر علی الترتیب والتفصیل قرار گرفت۔ و در اعصار ایں بزرگواراں و ہمچنیں بعد از ارتحال ایشاں ہر کرا فیض و ہدایت می رسید بتوسط ایں بزرگواراں بودہ و بحیلولۂ ایشاناں ہر چند اقطاب و نجبائے وقت بودہ باشند و ملاذ و ملجا ہمہ ایشاں بودہ اند چہ اطراف را غیر از لحوق بمرکز چارہ نیست تا آنکہ نوبت بحضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رسید قدس سرہ و چوں نوبت بایں بزرگوار رسید منصب مذکور باو قدس سرہٗ مفوض گشت، و مابین ائمۂ مذکورین و حضرت شیخ ہیچ کس بریں مرکز مشہود نمی گردد، و در اصول فیوض و برکات دریں راہ بہر کہ باشد از اقطاب و نجبا بتوسط شریف او مفہوم می شود۔ چہ ایں مرکز غیر او را میسر نشدہ ازینجا است کہ فرمودہ شعر

افلت شموس الاولین و شمسنا
ابدا علی افق العلیٰ لا تغرب

مراد از شمس آفتاب فیضان ہدایت و ارشاد است۔ و از

کے فیض کا سرچشمہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ہیں اور یہ عظیم الشان مرتبہ انہیں کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اس مقام میں گویا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں مبارک قدم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک پر ہیں۔ اور حضرت فاطمہؓ اور حضرت حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اس مقام میں ان کے ساتھ شریک ہیں۔ میرے خیال میں حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وجود عنصری یعنی پیدائش سے پہلے بھی اسی مقام کی پناہ میں رہے ہیں۔ جیسے کہ وجود عنصری کے بعد ہیں۔ اور اس راہ سے جس کسی کو فیض و ہدایت پہنچتا ہے۔ انہی کے وسیلہ سے پہنچتا ہے۔ کیونکہ اس راہ کا آخری نقطہ یہی ہے۔ اور اس مقام کا مرکز انہی سے تعلق رکھتا ہے جب حضرت امیر کا دورہ تمام ہوا۔ یہ عظیم الشان مرتبہ ترتیب وار حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کے سپرد ہوا۔ اور ان کے بعد بارہ اماموں میں سے ہر ایک کے ساتھ ترتیب و تفصیل وار قرار پایا۔ ان بزرگواروں کے زمانے میں اور ایسے ہی ان کے انتقال فرما چکنے کے بعد جس کسی کو فیض و ہدایت پہنچتا رہا۔ انہی بزرگواروں کے واسطے اور حیلولے سے ہی پہنچتا ہے۔ گو اپنے زمانہ کے اقطاب و نجباء ہی ہوئے ہوں۔ لیکن سب کا ملجا و

قولِ آں عدمِ فیضانِ مذکور۔ وچوں بوجود حضرت شیخ معاملہ کہ باولین تعلق داشت باو قرار گرفت واو واسطۂ وصول رشد و ہدایت گردید۔ چناں چہ پیشتر از وے اولین بودہ اند و نیز تا معاملہ توسط فیضان برپا است بتوسل اوست نا چار راست آمد کہ افلت شموس الاولین و شمسنا الخ۔

سوال :۔ ایں حکم منتقض است بمجدد الف ثانی زیراں کہ دربیان معنی مجدد الف ثانی در مکتوبے از مکتوبات جلد ثانی اندراج یافتہ است۔ کہ ہرچہ از قسم فیض دراں مدت بامتاں برسد بتوسط او باشد ہرچند کہ اقطاب و اوتاد باشند و بدلا و نجباء بوقت بوند۔

جواب :۔ گوییم کہ مجدد الف ثانی دریں مقام نائب مناسب حضرت شیخ است و بہ نیابت حضرت شیخ ایں معاملہ باو مربوط ست۔ چناں کہ گفتہ اند نور القمر مستفاد من الشمس۔

مادری بھی بزرگوار ہوئے ہیں۔ کیونکہ اطراف کو مرکز کے ساتھ ملحق ہونے سے چارہ نہیں۔ حتیٰ کہ شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کی نوبت آپہنچی اور منصب مذکور اس بزرگ قدس سرہٗ کے سپرد ہوا۔ مذکورہ بالا اماموں اور حضرت شیخ قدس سرہ کے سوا اور کوئی شخص اس مرکز پر مشہود نہیں ہوا۔ اس راستہ میں تمام اقطاب و نجباء کو فیوض و برکات کا پہنچنا شیخ قدس سرہ ہی کے وسیلہ شریفہ سے مفہوم ہوتا ہے۔ کیونکہ

یہ مرکز شیخ قدس سرہٗ کے سوا کسی اور کو میسر نہیں ہوا۔ اسی واسطے شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا ہے۔ ؎

شعر ہوا سورج غروب پہلوں کا
پر نہ سورج ہمارا ماند ہوا

شمس یعنی آفتاب سے مراد ہدایت و ارشاد کے فیضان کا آفتاب ہے۔ اور اس کے غروب ہونے سے مراد فیضان مذکورہ کا نہ ہونا ہے۔ چونکہ حضرت شیخ قدس سرہٗ کے وجود سے وہ معاملہ جو اولین سے تعلق رکھتا تھا۔ شیخ قدس سرہٗ کے سپرد ہوا۔ اور رشد و ہدایت کے پہنچنے کا واسطہ و وسیلہ ہو گئے۔ جیسے کہ ان سے پہلے بزرگوار ہوئے ہیں۔ نیز جب تک فیضان کے وسیلہ کا معاملہ برپا ہے۔ شیخ قدس سرہٗ کے توسل و توسط ہی سے ہے اس لئے درست ہوا۔ ؎

ہوا سورج غروب پہلوں کا
پر نہ سورج ہمارا ماند ہوا

سوال :۔ یہ حکم مجدد الف ثانی میں نقص پیدا کرتا ہے۔ کیونکہ مکتوبات جلد دوم کے ایک مکتوب میں مجدد الف ثانی کے معنی اس طرح لکھے ہیں کہ اس مدت میں جس قسم کا فیض امتوں کو پہنچتا ہے۔ اسی کے وسیلہ سے پہنچتا ہے۔ اگرچہ وقت کے اقطاب و اوتاد اور ابدال و نجباء ہوں۔

جواب :۔ میں کہتا ہوں کہ مجدد الف ثانی سے مراد اس مقام میں حضرت شیخ قدس سرہٗ کا قائم مقام ہے۔ اور حضرت شیخ کی

سوال: حضرت عیسٰی علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام خواہد نزول فرمود و حضرت مہدی علیہ الرضوان نیز خواہند ظہور نمود، ومعاملہ ایں بزرگواراں برتر ازاں ست کہ بتوسط احدے اخذ فیوض نمایند۔

جواب: گوئیم کہ معاملۂ توسط مربوط براہ دومی ست از دوراہ مذکور کہ عبارت از قرب ولایت است و در راہ اوّل کہ عبارت از قرب نبوت است معاملۂ توسط مفقود است۔ ہر کہ باں راہ واصل گشتہ است ہیچ حائلے ومتوسطے درمیان ندارد و بے توسط احدے اخذ فیوض وبرکات می نماید توسط و حیلولت در راہ اخیر است۔ فقط معاملہ ان موطن علاحدہ است چناں چہ گذشت وحضرت عیسٰی علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام وحضرت مہدی علیہ الرضوان براہ اوّل واصل اند چنانچہ حضرات شیخین رضی اللہ تعالٰی عنہما براہ اوّل واصل گشتہ درضمن آں سرور التضعیفہ واعلیٰ آلہٖ الصلوٰۃ والسلام وآں جا شان خاص دارند۔ علیٰ تفاوت درجاتھا۔ تنبیہ: باید دانست رواست کہ شخصے راہ قرب ولایت بقرب نبوت برسد۔ و در ہر دو معاملہ شریک باشد وبطفیل انبیا علیہم الصلوات والتسلیمات اورا آں جا ہم جاید ہند وکار خانہ با دمربوط سازند وانیجا ہم معاملہ بادمنوط گردانند ؎

خاص کند بندۂ مصلحت عام را

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

نیابت اور قائم مقامی کے باعث یہ معاملہ اس پہ وابستہ ہے۔ جیسے کہتے ہیں (چاند کا نور سورج کے نور سے حاصل ہوا ہے)

سوال: مجدد الف ثانی کے مستی کے معنی جو اوپر مذکور ہوئے ہیں کیونکہ مدت مذکورہ میں حضرت عیسٰی علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نزول فرمائیں گے اور حضرت مہدی علیہ الرضوان بھی ظہور کریں گے اور ان بزرگواروں کا معاملہ اس سے برتر ہے۔ کہ کسی کے وسیلہ سے فیوض اخذ کریں۔

جواب: میں کہتا ہوں کہ توسط ووسیلہ کا معاملہ مذکورہ بالا راہوں میں سے دوسرے راستہ پر موقوف ہے۔ جو قرب ولایت سے مراد ہے۔ لیکن راہ اوّل میں جو قرب نبوت سے مراد ہے۔ توسط ووسیلہ کا معاملہ مفقود ہے۔ اس راستہ سے جو کوئی واصل ہوا ہے۔ کوئی حائل ومتوسط درمیان نہیں آیا۔ دوسرے کے وسیلہ کے بغیر اس کو فیوض وبرکات حاصل ہوئے ہیں۔ توسط و حیلولہ فقط دوسرے راستہ میں ہے۔ اور اس مقام کا معاملہ علیحدہ ہے۔ جیسے کہ گزر چکا۔ حضرت عیسٰی علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت مہدی علیہ الرضوان راہ اوّل سے واصل ہیں

جیسے حضرات شیخین رضی اللہ عنہما آں حضرت علیہ الصلوٰۃ کی
تبعیت کے ضمن میں راہ اوّل سے واصل ہوئے ہیں۔ اور اپنے
اپنے درجوں کے موافق وہاں شان خاص رکھتے ہیں۔
(تنبیہ) واضح ہو کر ممکن ہے کہ آدمی قرب ولایت کے واسطہ
سے قرب نبوت تک پہنچ جائے۔ اور ہر دو معاملہ میں شریک
ہو۔ اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی طفیل اس کو یہاں بھی
جگہ دے دیں اور دونوں جگہوں کا معاملہ اس پہ وابستہ کریں۔
جگہ خاص کر لیتا ہے اک کرتا بھلا ہو عام کا
یہ اللہ تعالےٰ کا فضل و کرم ہے۔ جس کو چاہتا ہے۔ دیتا
ہے۔ اللہ تعالےٰ بڑے فضل والا ہے۔ پاک ہے۔ تیرا پروردگار
اور اس وصف سے جو وہ کرتے ہیں بزرگ اور برتر ہے۔
اور اللہ تعالےٰ کی حمد ہے۔ جو تمام جہانوں کا پالنے
والا ہے۔



۱- عجوبہ سلسلہ نقشبندیہ:

ہر سلسلہ منسوب بہ اشخاص و مقامات ہے۔ مثلاً قادریہ
سے منسوب بہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ۔

۲- چشتیہ:

منسوب بہ قریہ چشت لیکن شہرت بوجہ سیدنا
غریب نواز حضور معین الدین اجمیری رضی اللہ عنہ
لیکن آپ سے قبل اس سلسلہ میں بہت سے کاملین گزرے
لیکن شہرت حضور غریب نواز اجمیری رضی اللہ عنہ سے ہوئی اور
وہ بھی خطۂ ہند میں زیادہ۔ یہ بھی حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا
فیض ہے تفصیل فقیر کے رسالہ سلسلہ چشتیہ اور غوث اعظم
میں پڑھیے۔

سلسلہ سہروردیہ:

سیدنا شہاب الدین کی بستی کی وجہ سے
لیکن نقشبندیہ کی نسبت نہ تو کسی ذات
خاص سے ہے۔ کہ اس سلسلہ میں کسی بزرگ کا نام نقشبند نہ تھا
اور نہ کوئی اس نام کی بستی ہے۔ تو یہ نام بھی سیدنا بہاؤ الدین رضی
اللہ عنہ کے ظہور کے بعد موسوم ہوا۔ اس سے قبل بڑے نامور
کاملین گزرے اور وہ اسی سلسلہ کے سرتاج کہلاتے ہیں۔ مثلاً
سیدنا بایزید بسطامی سیدنا ابوالحسن خرقانی، سیدنا امیر کلال رضی
اللہ عنہم لیکن ان کے وقت نقشبندیہ کے نام سے یہ سلسلہ موسوم
نہ ہوا۔ یہ سلسلہ نقشبندیہ بہت مشہور ہوا جب حضور غوث
اعظم رضی اللہ عنہ نے فیض یاب فرمایا اس لیے اس سلسلہ پہ
اویسیہ کا غلبہ ہے۔ تفصیل آگے پڑھیے۔

نقشبندیوں کے پیران پیر پیران پیر جیلانی کا فیض

حضرت عارف باللہ شیخ عبداللہ بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؓ ایک دن بخارا کی طرف رخ مبارک کر کے عام مجمع میں فرمایا۔ کہ مجھے اس طرف سے مزیدار خوشبو آ رہی ہے۔ میری وفات کے ۱۵۰ سال بعد اس جانب سے ایک مرد کامل محمدی مشرب پیدا ہوگا۔ جس کا نام بہاؤالدین ہوگا۔ وہ میری نعمت خاص سے حصہ لے گا۔ جب شیخ بہاؤالدین نے درویشی میں قدم رکھا حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ سے بیعت ہو کر ذکر فکر میں لگے تو اسم اعظم آپ کے دل پر نقش نہ ہوتا تھا۔ گویا آپ راہ سلوک سے فیضیاب ہو کر فیض باطنی میں رکاوٹ ہوگئی۔ آپ بے تاب ہو کر جنگل کو نکلے۔ حضرت خضر علیہ السلام کو دیکھا۔ انہوں نے کہا اے بہاؤالدین اسم اعظم جناب غوث الاعظم کے پاس ہے۔ تو ان کی بارگاہ میں حاضر ہو کر ان کی برکت سے جلد ہی فیض اور مراد پائے گا۔ چنانچہ متوجہ ہوئے اگلی رات ہی جناب غوث الاعظمؓ خواب میں ملے اور اپنے دائیں ہاتھ کی پانچوں انگلیوں سے ان کے سینے کی طرف اشارہ کیا۔ پس ان کے باطن میں اسم اعظم نقش ہوگیا۔ شاہ نقشبند نے اپنے باطن میں اللہ کا نقش دیکھا اور ہر شے پر یہی

لہ تفسیر مع الخاطہ

نظر آ رہا تھا۔ پھر جو آپ کا مرید ہوتا حضرت بہاؤالدین نقشبندی بخاریؒ اس کے دل پہ یہی نقش باندھتے اور فرمایا کرتے کہ میرے دل پہ جناب غوث الاعظمؓ نے یہ نقش باندھا ہے۔ میں تمہارے دلوں میں باندھتا ہوں۔ اس دن سے آپ کی شہرت حضرت شیخ بہاؤالدین نقشبندؒ کے نام سے ہوگئی لہ

فائدہ :۔ ان واقعات میں حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی کرامات ملاحظہ ہوں۔

۱۔ پونے دو صدی پہلے جس بزرگ کی خبر دی وہی ہوا جو آپ نے فرمایا۔

۲۔ محمدی مشرب صرف لفظ نہیں حقیقت ہے کہ سلاسل اربعہ میں شرعی پابندی اس سلسلہ عالیہ کا طرۂ امتیاز ہے۔

۳۔ نقشبند عطیہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ ہے۔

دستگیر و دستم بگیر:۔ منقول ہے کہ سیدنا بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد بغداد میں آپ کے مزار پر حاضر ہوئے اور یہ شعر عرض کیا ہے

یا دستگیر دستم بگیر — دستم چناں بگیر کہ گویند دستگیر

مزار کے اندر سے غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ہے

لہ خزینۃ الاحباب فی موزۃ الاخطاب۔

قرنقشبند عالم نقشے چنیں بہ بند
نقشے چنیں بہ بندکہ گویند نقشبند

ترجمہ اشعار :- حضرت نقشبند قدس سرہٗ نے عرض کی اے ہر فرد عالم کے دستگیر میرا ہاتھ ایسا مضبوط بنا کر لوگ مجھے بھی دستگیر کہیں۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے جواب یوں فرمایا۔

اے جہاں والوں کے نقشبند دل پر ایسا مضبوط نقش رکھ کہ تمہیں خلق خدا نقشبند کہتی پھرے۔

نتیجہ :- ظاہر ہے کہ آج اس سلسلہ میں کیسے کیسے محبوبان خدا اور اغواث عالم پیدا ہوئے۔ سیدنا امام ربانی حضور مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اس سلسلہ عالیہ کے ایک روح رواں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ گویا آپ کی وجہ سے یہ سلسلہ اور از سرنو پھلا پھولا لیکن الحمد للہ حضور مجدد الف ثانی امام ربانی رضی اللہ عنہ بھی حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ بحر ذخار اور سمندر بے کنارے کا ایک مایہ پایہ سر چشمہ ہیں۔ چند تصریحات ملاحظہ ہوں۔

فرمودہ مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ :- سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ وصول فیوض و برکات دریں راہ بہر کہ باشد از اقطاب و نجباء، بتوسط شریف

لے مجموعہ میلاد شریف مطبوعہ مجیدی کانپور (انڈیا) ص۱۱

او مفہوم نمیشود چوں اس مرکز غیر او را میسر نیشد[1]

ترجمہ :- اس راہ (ولایت) میں سے حضور غوث اعظم کے وسیلہ کے بغیر کسی کو کچھ نصیب نہیں ہوتا کیونکہ جیسی مرکزیت آپ کو نصیب ہے کسی کو حاصل نہیں۔

فائدہ :- حضور مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو ہم کہتے ہیں کہ ہم پولی کا مال حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی درگاہ کا ہی فیض ہے۔

خود مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے فیض پایا :- امام ربانی مجدد الف

ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا عنایت خداوندی اس درویشی کے شامل حال ہوئی اور مقام قطبیت ارشاد سے فوق کی طرف توجہ کیا۔ ایک دفعہ اصل متزج کی طرف لے گئے اور فنا میسر ہوئی اور پھر وہاں سے ترقی بمقامات اصل ارزانی فرما کر اصل الاصول تک پہنچایا اور عروج غیر بمقامات اصل الاصول بمدد روحانیت غوث الاعظم محی الدین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے ہوا کر بقوت تصرف اس مقام سے گزر کر اصل الاصول تک پہنچایا اور وہاں سے پھر لوٹا گیا[2]

لے مکتوبات امام ربانی قدس سرہٗ جلد سوم آخری مکتوب
ٹے رسالہ مبداء و معاد ص

حضرت غوث اعظمؒ کا ایک شعر اور اس کی شرح

از مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے مشہور شعر کی شرح میں سیدنا مجدد الف ثانی نے فرمایا ہے

اَفَلَتْ شُمُوسُ الاولین وشمسنا
اَبَدًا عَلٰی اُفُقِ العُلٰی لا تغرب

اس شعر کی شرح باحسن الوجوہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے اپنے مکاتیب میں کی ہے۔ چونکہ ارباب عقیدت کے لیے اس کا پڑھنا نہایت ضروری ہے۔ اس لیے بطور اختصار اس کا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:۔

اللہ تعالےٰ کی طرف سے جانے والے دو راستے ہیں۔ ایک تو قرب نبوت کا ہے جو انبیاؑ اور ان کے اصحاب کے ساتھ متعلق ہے۔ اور دوسرا قرب ولایت کا تمام اقطاب اوتاد، ابدال، نجبا اور عام اولیاء اللہ اسی راستہ سے واصل ہوئے ہیں۔ راہ سلوک سے مراد یہی راستہ ہے۔ اس راہ میں توسل اور ذریعہ ثابت ہے۔ اس راہ کے واصلین کے پیشوا اور سرکردہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں اور یہ عظیم الشان مرتبہ انہی کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اس مقام میں گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں قدم مبارک حضرت علی مرتضیٰؓ کے سر مبارک پہ ہیں اور حضرت فاطمہؓ اور حضرات حسنینؓ

رضی اللہ تعالےٰ عنہم بھی اس مقام میں ان کے ساتھ شریک ہیں جس کسی کو اس راہ فیض پہنچتا ہے۔ انہیں کے وسیلہ سے پہنچتا ہے۔ کیونکہ آپ ہی اس راستہ کے آخری نقطہ ہیں اور اس مقام کا مرکز آپ ہی سے تعلق رکھتا ہے۔

جب حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا دورہ ختم ہوا تو یہ عظیم الشان منصب ترتیب وار حضرات حسنین رضی اللہ عنہم کے سپرد ہوا اور ان کے بعد یہی منصب عالی ترتیب وار بارہ اماموں میں سے ہر ایک کے متعلق ہوا۔ ان بزرگواروں کے زمانہ میں اور ایسے ہی ان کے انتقال کے بعد جس کسی کو فیض و ہدایت پہنچتا رہا انہی بزرگواروں کے وسیلہ اور ذریعہ سے ہی پہنچتا رہا۔ اگرچہ وہ اپنے زمانہ کے اقطاب و نجبا ہی کیوں نہ ہوئے ہوں۔ حتیٰ کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ تک نوبت آ پہنچی، اور یہ عظیم الشان منصب ان کے سپرد ہوا، مذکورہ بالا بارہ اماموں اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کے درمیان کوئی اور شخص اس مرکز پہ دکھائی نہیں پڑتا۔ اس راستہ میں تمام اقطاب و نجبا کو فیوض و برکات حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ ہی کے وسیلہ سے پہنچتے ہیں۔ کیونکہ یہ مرکز شیخ قدس سرہٗ کے سوا کسی کو میسر نہیں ہوا۔ اسی وجہ سے شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا ہے ؎

اَفَلَتْ شُمُوسُ الاولین وشمسنا
اَبَدًا عَلٰی اُفُقِ العُلٰی لا تغرب

یعنی پہلے لوگوں کا آفتاب تو غروب ہو گیا۔ لیکن ہمارا آفتاب

ویسے ہی نصف النہار پر ہے۔ وہ کبھی غروب نہ ہوگا۔

آفتاب سے مراد ہدایت وارشاد کے فیضان کا آفتاب ہے۔ اور اس کے غروب سے مراد فیضان مذکور کا نہ موجود ہونا ہے۔ چونکہ حضرت شیخ کے وجود سے وہ معاملہ جو اولین سے تعلق رکھتا تھا۔ شیخ قدس سرہٗ کے سپرد ہوا، اور آپ ہی رشد و ہدایت کے پہنچنے کا وسیلہ ہوئے، جیسے کہ آپ سے پہلے بزرگوار ہوئے ہیں۔ اور نیز جب تک کہ فیضان کے وسیلہ کا سلسلہ جاری ہے۔ وہ حضرت شیخ قدس سرہٗ کے توسل اور توسط ہی سے ہے۔ اس لیے یہ کہنا بالکل درست ہوا، کہ اَفَلَتْ شُمُوسُ الْاَوَّلِیْنَ وَشَمْسُنَا الخ

سوال:۔ یہ قانون مجدد الف ثانی سے ٹوٹ جاتا ہے۔ کیونکہ مکتوبات کی جلد دوم کے مکتوب چہارم میں مجدد الف ثانی کے معنے کے بیان میں اس طرح لکھا ہے کہ اس مدت میں جس قسم کا فیض بھی امتوں کو پہنچتا ہے۔ اسی مجدد کے وسیلہ سے پہنچتا ہے۔ خواہ اقطاب و اوتاد اور ابدال و انجاب وقت ہی کیوں نہ ہو۔

جواب:۔ میں کہتا ہوں کہ اسی مقام میں مجدد الف ثانی حضرت شیخ قدس سرہٗ کا قائم مقام ہے۔ اور حضرت شیخ کی نیابت اور قائم مقامی سے یہ معاملہ مجدد الف ثانیؒ کے ساتھ وابستہ ہے۔ جیسے کہتے ہیں نُوْرُ الْقَمَرِ مُسْتَفَادٌ مِنْ نُوْرِ الشَّمْسِ، کہ چاند کا سورج کے نور ہی سے حاصل ہوتا ہے۔ لہٰذا دونوں حکموں میں کسی قسم کا اختلاف باقی نہیں رہا[1]

---

[1] مکتوب نمبر ۱۲۳ دفتر سوم ۱۲۔

اس سے یہ ثابت ہوا کہ حضرت غوث اعظمؒ کا فیضان حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کو پہنچا اور اب جب تک کہ فیضان کے وسیلہ کا سلسلہ جاری ہے۔ فیضان غوثیہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے توسل اور توسط ہی سے حاصل ہو سکتا ہے

انتباہ یہ حوالہ وہ حضرات غور سے پڑھیں جو حضور غوث اعظم کی فضیلت یا اُن سے فیض ملنے کے منکر ہیں۔

غوث اعظمؒ کے نائب مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ

اوپر کی تصریح از مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سے واضح ہوا کہ سیدنا مجدد الف ثانی حضور غوث اعظمؒ کے نائب ہیں اور غوث اعظم رضی اللہ عنہ ہی تمام اولیا سرچشمہ فیض ہیں چنانچہ سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ خود مکتوب مذکور میں تحریر فرماتے ہیں کہ

اس راہ (وصل الی اللہ) کے واصلین کے پیشوا اور ان بزرگواروں کے منبع فیض حضرت علی المرتضیٰ ہیں (کرم اللہ وجہہ) اور عظیم الشان منصب ان سے تعلق رکھتا ہے اس راہ میں گویا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں قدم مبارک حضرت علیؓ کے سر پر ہیں۔ اور حضرت فاطمہ اور حضرت حسنین رضی اللہ عنہ اس مقام میں ان کے ساتھ شریک ہیں

میں سمجھتا ہوں کہ حضرت امیر اپنی جسدی پیدائش سے پہلے اس مقام کے ملجا و ماویٰ تھے جیسا کہ آپ جسدی پیدائش کے بعد ہیں۔ اور جس کو بھی فیض ہدایت اس راہ سے پہونچا

ان کے ذریعے سے پہونچی کیونکہ وہ اس راہ کے آخری نقطہ کے

نزدیک ہیں اور اس مقام کا مرکز اس وقت سے تعلق رکھتا ہے۔ اور جب حضرت امیر کا دور ختم ہوا تو یہ عظیم القدر منصب ترتیب وار حضرت حسنین کو اور ان کے بعد وہی مذاہب ائمہ عشر میں سے ہر ایک کو ترتیب اور تفصیل سے مقرر ہوا اور ان بزرگواروں کے زمانہ اور اس طرح ان کے انتقال کے بعد جس کو بھی فیض اور ہدایت پہونچا ہے اور ان بزرگواروں کے ذریعہ اور حیلولہ سے پہونچا ہے۔ اگرچہ اقطاب و نجبائے وقت ہی کیوں نہ ہوں۔ اور سب کے ملجا و ماوی یہی بزرگ ہیں۔ کیونکہ اطراف کو اپنے مرکز کے ساتھ الحاق کرنے سے چارہ نہیں۔

یہاں تک کہ نوبت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ تک پہونچی اور جب اس بزرگوار تک نوبت پہونچی تو منصب مذکور آپ کے سپرد ہوا اور ائمہ مذکورین اور حضرت شیخ کے درمیان کو بھی اس مرکز پر مشہور نہیں ہوتا اور اس راہ میں فیض و برکات کا وصول جس کو بھی خواہ وہ اقطاب و نجبا ہوں آپ کے واسطہ سے مفہوم ہوتا ہے کیونکہ یہ مرکز ان کے علاوہ کسی کو میسر نہیں ہوا ہے اس کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ مذکورہ بالا شعر کی شرح بیان فرمائی ہے۔

تبصرہ اویسی:۔ فقیر اویسی نے طوالت سے بچتے ہوئے صرف ترجمہ پر اکتفا کیا ہے اور ترجمہ بھی وہی جو

لے مکتوب نمبر ۱۲۳ دفتر سوم

نقشبندی بزرگ کا ہے اس سے میرا مقصد یہ ہے کہ حضور مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ وہی فرما رہے ہیں۔ جو ہم کہتے ہیں۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی اور آپ کی طرح تمام اغواث و اقطاب حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے فیض سے بہرہ ور ہو کر دنیا کو فیضیاب فرما رہے ہیں۔ غوث اعظم کی ذات مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہما کی فیض و برکات کے لحاظ سے افضل

سیدنا امام ربانی قدس سرہ نے فرمایا کہ

انی ھذا العروج وصل الی من الغوث الاعظم الشیخ عبدالقادر الکیلانی قدس سرہ العزیز وعظیم صرف قوی ادر صفی الی مقام اصل الاصل الحالق الوردیہ فی حقائق

احلاد النقشبندیہ صـ ۱۸۱

للشیخ عبدالمجید بن محمد الخانی النقشبندی م سنہ ۱۳۱۹ھ استنبولی)

اور یہ عروج مجھے حضرت غوث اعظم سے ملا ہے یہ مجھے آپ سے بہت بڑی مدد نصیب ہوئی اور آپ کے قوی تصرف مجھے اصل الاصل کے مقام تک پہونچایا۔

آخر میں فقیر ملا طاہر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے واقعہ سے استدلال کر کے آگے بڑھتا ہے۔

واقعہ ملا طاہر لاہوری:۔ یہ واقعہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مشہور تفسیر مظہری پارہ نمبر ۱۳، رکوع ۱۲ آیۃ یَمْحُو اللّٰہُ مَا یَشَآءُ الخ کے تحت لکھا ہے کہ

مقامات مجددیہ میں مذکور ہے کہ حضرت مجدد رضی اللہ عنہ نے کشف سے ملا طاہر لاہوری کی پیشانی پر لکھا دیکھا کہ وہ شقی رکافر ہے اور ملا طاہر مذکور صاحبزادہ محمد سعید و صاحبزادہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ کے استاد مکرم تھے۔ حضرت مجدد رضی اللہ عنہ صاحبزادوں کو ملا طاہر لاہوری کی شقاوت کا ذکر کیا تو وہ دامن میں چمٹ گئے کہ استاد مکرم کے لیے دعا فرمایئے تاکہ ان کی شقاوت سعادت سے بدل جائے۔ حضرت مجدد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے لوح محفوظ پر لکھا دیکھا کہ یہ قضاء مبرم ہے جس کا رد ممکن نہیں ہوتا۔ لیکن صاحبزادوں نے ایک نہ مانی اور مجبور کر دیا کہ وہ ملا طاہر لاہوری کو لازماً شقی سے سعید بنائیں۔ سیدنا مجدد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور غوث الثقلین محی الدین عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقولہ یاد آگیا آپ نے فرمایا ان القضاء المبرم یرد بدعوتی قضاء مبرم بھی میری دعا سے ٹل جاتی ہے۔

اسی سہارے پر میں نے یوں دعا مانگی۔

اللھم رحمتک واسعۃ و	اے اللہ تیری رحمت واسع اور
فضلک غیر مقتصر علی	تیرا فضل غیر محدود ہے۔ تیرے سے
احد ارجوک واسئلک من	امید کر کے تیرے فضل عمیم سے دعا
فضلک العمیم ان تجیب	مانگتا ہوں اور عرض کرتا ہوں کہ ملا
دعوتی فی محو کتاب الشقاء	طاہر لاہوری کی شقاوت سعادت سے
من ناصیۃ ملا طاھر واثبات	بدل دے اور آج میری دعا اسی
السعادۃ مکانہ کما اجبت	طرح منظور فرما جیسے سید سند (سیدنا
دعوۃ السید السند رضی اللہ عنہ	غوث الاعظم) کی دعا قبول فرمائی تھی

سوال:۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ نے یہاں پر لکھا کہ مجھ پر اشکال وارد ہوا کہ یہ قضاء مبرم ٹلنا کیسا۔ حالانکہ قضاء مبرم کا معنی بھی یہی ہے کہ وہ ٹلی نہیں اور یہاں کیسے ٹل گئی۔ اگر ٹل گئی تو خلاف لازم آیا۔

جواب:۔ قضاء و قدر معلق دو قسم ہے۔

۱۔ جس کی تعلیق لوح محفوظ پر درج تھی۔ اور لکھا تھا کہ یہ فلاں کام سے اور فلاں نیکی یا دعا وغیرہ سے ٹل جائے گی۔

۲۔ تقدیر کو لوح محفوظ میں لکھا نہیں جاتا کہ یہ تقدیر ٹل جائے گی۔ بلکہ بظاہر وہ تقدیر لوح محفوظ میں مبرم ہوتی ہے۔ لیکن اس کا محو و اثبات کا علم اللہ تعالیٰ کو ہوتا ہے۔ تقدیر مبرم کو ٹالنے کو یہی معنی ہے کہ وہ تقدیر مبرم جو صرف لوح محفوظ پر مبرم تھی لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ معلق تھی۔ ہم بھی تقدیر مبرم ٹلنے کے قائل ہیں تو اسی کے ورنہ حقیقی مبرم تو نہیں ٹلتی۔

فائدہ:۔ سیدنا مجدد اعظم کو حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہما سے عقیدت تھی تو انکا واسطہ پیش کیا نیز ان کا یہ عقیدہ بھی تھا ؂

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

نیز

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
اگر ہو ذوق یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

اشرفیہ غوثیہ: روضۂ قیومیہ و دیگر کتب تبصرہ سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کسی جنگل میں سے مراقبہ فرما رہے تھے یکایک ایک نور آسمان سے ظاہر ہوا اس سے تمام عالم منور ہو گیا۔ اور القا ہوا کہ آپ کے پانچسو سال کے بعد جبکہ عالم میں شرک و بدعت پھیل جائے گا ایک بزرگ وحید امت پیدا ہوگا۔ وہ دنیا سے شرک و الحاد کے نام کو نیست و نابود کر دے گا۔ دین محمدی کو نئے سرے سے تازگی بخشے گا۔ اس کی صحبت کیمیائے سعادت ہو گی۔ اس کے بعد آپ نے اپنے خرقہ کو خاص اپنے کمالات سے جلو کر کے اپنے صاحبزادہ سید تاج الدین، عبدالرزاق رضی اللہ تعالٰی عنہما کے تفویض کیا اور فرمایا کہ جب اس بزرگ کا ظہور ہو انکے حوالے کرنا اس وقت سے آپ کی اولاد میں وہ خرقہ یکے بعد دیگرے اسی طرح سپرد ہوتا حتی کہ سنہ ۱۰۱۳ھ میں حضرت پیر پیران کے پوتے سید شاہ کیتھلی سکندر قادری نے آپ کے حوالہ کیا[1]۔ تفصیل آگے پڑھیے۔

عطیہ خرقہ غوثیہ کی تفصیل: خرقہ مذکورہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے جانشینوں میں یکے بعد دیگرے چلا آیا یہاں تک کہ بالآخر آپ (مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ) کے سپرد کیا گیا۔ اس کی تفصیل یوں ہے کہ حضرت

---

[1] جواہر مجددیہ صـ ۱۰

شاہ سکندر قادری (قدس سرہ) سے ان کے دادا حضرت کمال کیتھلی نے خواب میں فرمایا کہ اس خرقہ مبارکہ کے وارث کے لیے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی تھی۔ شیخ احمد سرہندی ہیں وہ پیدا ہو چکے ہیں یہ خرقہ ان کے حوالہ کر دو۔

انھوں نے خرقہ شریف کے تفویض میں یہ خیال کر کے تامل کیا کہ گھر کی نعمت گھر میں رہے تو بہتر ہے۔ اس کے بعد شاہ کمال کیتھلی نے تاکید فرمائی اور فرمایا کہ اپنی نسبت و خیریت کی خیر چاہتے ہو تو خرقہ اس کے وارث کے حوالہ کر دو۔ ورنہ تمہاری نسبت، ضبط ہو جائے گی۔ شاہ سکندر کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ ہیبت زدہ ہو کر خرقہ شریف لیا اور مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کرنے آپ چل دیے۔ آپ اس وقت بعد نماز صبح حسب عادت حلقہ ذکر و توجہ میں مشغول تھے۔ جب فارغ ہوئے تو شاہ سکندر نے آپ کو خرقہ و خلافت عطا کی آپ (مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ) نے خرقہ پہنا۔ اس کے بعد آپ پر نسبت قادریہ نے استیلاء علیہ پایا نسبت نقشبندیہ مغلوب ہو گئی۔ ایسے کئی بار ہوتا رہا۔

(جواہر مجددیہ صـ ۲۴، ۲۵) مطبوعہ لاہور

قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ: حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا قدم مبارک جملہ اولیاء کرام کی گردن پر ہے۔ اس میں جملہ اولیاء اولین و آخرین شامل ہیں۔ صحابہ کرام و اہلبیت عظام امام مہدی رضی اللہ عنہم اور عیسٰی علیہ السلام مستثنٰی ہیں کہ عرف میں انہیں اولیاء نہیں کہا جاتا

اس موضوع میں بعض نقشبندی دوستوں کو سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مکتوب شریف سے غلط فہمی ہوتی ہے۔ فقیر نے اس کا ازالہ رسالہ "تحقیق الاکابر" اور "قدم غوث العالمین" و دیگر متعدد تصانیف میں عرض کر دی ہے۔ یہاں بھی مختصراً عرض کروں گا۔

اس بحث میں سب سے پہلے سیدنا حضور بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہٗ کا مقولہ ملاحظہ ہو۔

آپ سے حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے فرمان قدمی ہذا کی نسبت دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا آپ کا قدم میری گردن بلکہ میری آنکھوں پر۔

(سیرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ ص ۱۴۴ مطبوعہ لاہور)

قدمی ہذہ کا پس منظر: تفریح الخاطر میں ہے کہ حضور غوث اعظم کے والد کو حضور سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یا ابا صالح!

اعطاک اللہ ابنا وھو ولدی ومحبوبی ومحبوب اللہ تعالٰی وسکون واشادات اولیاء والاقطاب کشانی بین الانبیاء والرسل۔ یعنی اے ابو صالح خدا تعالٰی نے تجھے ایسا فرزند عطا فرمایا ہے۔ جو میرا اور اللہ تعالٰی کا محبوب ہے اور قریب ہے کہ اس کا شان اولیاء و اقطاب میں ایسا بلند مرتبہ ہو گا۔ جیسا کہ میرا شان انبیاء و رسل میں عالی ہے۔

دوسرا یہ کہ جمیع انبیاء و رسل نے محمد المصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے والد کو رویا میں بشارت و مبارک دی کہ نعم [illegible] یعنی تمام اولیاء تیرے اس مولود کے مطیع ہوں گے۔ اور اپنی گردنوں پر ان کا قدم رکھیں گے اور یہ ان کی ترقی درجات کا باعث ہو گا۔ اور اگر کوئی انحراف کرے گا تو وہ قرب الٰہی سے مطرود ہو کر اور حرمان کے گڑھے میں ڈالا جائے گا۔ تیسرا کہ اس شب ولایت میں گیلان کی تمام عورتوں کو بچے پیدا ہوئے۔ اور جتنے پیدا ہوئے وہ سب کے سب مادر زاد ولی تھے۔ چہارم یہ کہ آپ کی ولادت چونکہ رمضان شریف میں ہوئی تھی اوّل یوم سے روزہ دار ثابت ہوئے کہ پو پھٹنے سے شام تک دودھ نہ پیا۔ چنانچہ حضرت غوث صمدانی نے اپنے ایک قصیدہ میں اس کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں ؎

بدایۃ امری ذکرہ بلا الخفا وصومی فی المھد بہ کان شہرتی

پانچواں یہ کہ آپ کے شانہ مبارک پر اثر قدم المصطفٰی پایا گیا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اسے اہل مشاہدہ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے کہ شب معراج جب براق نے یہ بشارت حضرت سرور عالم ﷺ سے حاصل کی کہ یوم القیامت ہی مرکب نبوی میں ہوں گا۔ تو براق اس فرحت و سرور سے اتنا بلند ہو گیا کہ جس کی اونچائی ۵۰ ذراع بتائی گئی ہے۔ اس وقت حضرت غوث صمدانی کی روح نے بحکم خدا حاضر ہو کر عرض کی کہ یا سیدی اپنا قدم مبارک میرے شانہ پر رکھ کر سوار ہو جیے۔ حضور پاک ﷺ نے اپنا قدم دافع غم و الم حضرت غوث الاعظم کی گردن پر رکھ کر سوار ہوئے۔ اور فرمایا

کہ میرا قدم تیری گردن پر ہوا۔ اور تیرا قدم تمام اولیاء کرام کی گردنوں پر ہوگا۔

قدمی ہذا میں اختلاف:۔ صحیح اور حق یہی ہے کہ یہ کلمہ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے بحالت محو اور بحکم خداوندی بڑے بڑے اولیاء کرام کاملین کے درمیان میں فرمایا جس پر موجودین وغیر موجودین تمام اولیاء کرام نے گردن جھکا لی۔ عالم دنیا میں زندہ اولیاء کرام نے ظاہری قدم کے سامنے گردنیں پیش کر دیں عالم ارواح میں متقدمین متاخرین سب نے سر تسلیم خم کیا۔

لیکن افسوس کہ بعض حاسدین نے اس جملہ کو عالم سکر پر محول کیا اور وہ بھی صرف موجودہ اولیاء کرام کے لیے۔ اس کے بعد معاذ اللہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے اس جملہ کو غلط محسوس کر کے توبہ کر لی۔

فقیر نے اس غلط نظریہ کے رد میں ایک مبسوط کتاب لکھی ہے۔ تحقیق الاکابر۔

سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے نظریہ کی توضیح

آپ نے اپنا تحقیقی نظریہ مکتوبات جلد سوم میں وضاحت کے ساتھ بیان فرما دیا۔ فقیر نے تفصیل کے ساتھ اسی رسالہ میں لکھ دیا ہے۔ لیکن آپ کے دور میں بعض غالی لوگ پیدا ہو گئے تھے ان کے رد میں جو کچھ لکھا اسے بعض نافہم لوگوں نے اسے

نظریہ مجدد اعظم بنالیا (رضی اللہ عنہ)

حقیقت حال:۔ اس کے متعلق کئی وجوہ ہیں۔

(۱) سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں ہر طرح کے غلو بلکہ ہر شر و فساد کو باحسن طریق دبایا یہاں تک کہ بعض اوقات اسلاف صالحین کی اصطلاح کو تبدیل کرنے سے بھی گریز نہ فرمایا لیکن قربان شان مجددیت پر کہ اصطلاح کو تو بدلا لیکن مسائل کی حقیقت کو آنچ نہ آنے دی۔ مثلاً وحدۃ الوجود کی اصلاح مدتوں اسلام میں رائج تھی۔ لیکن چونکہ اسے ہندوؤں نے استعمال کر کے اس کا اصلی چہرہ بگاڑ دیا۔ اس پر مجدد اعظم رضی اللہ عنہ نے لفظی اصطلاح کو بدل دیا کہ وحدۃ الوجود کی بجائے وحدۃ الشہود کا نعرہ دیا۔ لیکن حقیقت شناس حضرات جانتے ہیں کہ وحدۃ الوجود اور وحدت الشہود ایک شے ہے صرف نزاع ہے تو لفظی ہے اور لفظی نزاع نزاع نہیں ہوتا۔ بلکہ وحدۃ ہی وحدۃ ہے ایسے ہی آپ کا بدعت حسنہ کا انکار کہ آپ کے دور میں بدعات میں لوگ بہت زیادہ مبتلا تھے اور سیئہ کو بھی حسنہ کے کھاتے میں ڈال دیتے تھے۔ اسی لیے آپ نے فرمایا بدعت کوئی شے نہیں جو کچھ ہے۔ سنت ہی سنت ہے اور آپ نے سچا فرمایا کہ بدعت حسنہ ہوتی بھی وہی ہے۔ جس کا اصل قرآن و سنت ہو۔ ایسے ہی مسئلہ ہذا کو سمجھئے کہ آپ کے زمانہ میں ایسے غالی لوگ پیدا ہو گئے تھے جو حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو متقدمین و متاخرین سے افضل مانتے اور آگے بڑھا رہے تھے

اسی مقولہ مبارکہ "قدمی ہذا" کو تو آپ حسب عادت ان غالیوں کا رد فرماتے ہوئے لکھدیا کہ قدم سے ظاہری قدم مراد ہے۔ اور صرف اور صرف ہم زمان اولیاء مراد ہیں اسی لیے تو ان غالیوں کے رد کرنے میں بار بار فرمایا ہے کہ صحابہ کرام و اہلبیت عظام اور حضرت مہدی اس میں داخل ماننا پڑتا ہے۔ جو بہت بڑی گمراہی ہے۔

دوسری وجہ:۔ چونکہ قدمی ہذا الخ کی روایات کشفیہ مستند ملفوظات سے ثابت ہیں اور عالم ارواح اور شب معراج کی کشفی حدیث حضور مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو ایسی کتب سے ملی جو ان کے نزدیک غیر مستند سمجھی جاتی تھیں اور یہ قاعدہ نہ صرف تصوف سے ملتی ہے۔ بلکہ علم حدیث پاک کی اصطلاح بھی ہے کہ بعض روایات کی سند کسی محدث کے نزدیک موضوع یا ضعیف ہو تو ضروری نہیں کہ وہ موضوع یا ضعیف ہو بلکہ اگر اس کی سند دوسری روایت صحیحہ سے مل جائے تو اسے مان لینا چاہیے[1] چنانچہ حضور خواجہ غلام فرید قدس سرہٗ نے بھی یہی فرمایا جب ان کے ہاں ملتان کے چند لوگ اسی مسئلہ کی تحقیق کے لیے حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ مشائخ متقدمین و متاخرین اس قول میں شامل نہیں۔ ہاں اگر یہ بات معتبر اور مستند کتابوں میں درج ہے تو میں ماننے کے لیے تیار ہوں۔

---

[1] ۔ ملفوظات ۸۱۲

غالیوں کو سرزنش:۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے غالیوں پر یوں سرزنش فرمائی ہے کہ

آن حکم مخصوص بہ اولیائے آن وقت
بود ست در ین وقت اگر کسی را حق سبحانہ
وتعالیٰ چشم بینا عطا فرماید بہ بیند
مکتوبات ص ۲۹۳

یہ حکم اسی وقت کے اولیاء کے ساتھ خاص ہے اگر کسی کو اللہ چشم بینا عطا فرمائے تو دیکھے۔

تبصرہ اویسی:۔ اس جملہ کو نقل کرکے ہمارے دور کے بعض نقشبندی دوستوں نے قادری سلسلہ کے بعض قادری احباب کی خوب خبر لی ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ان نقشبندی دوستوں نے اپنے دور کے قادری احباب کو انہی غالیوں سے ملا دیا ہے۔ جو حضور مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے زمانے کے غالی تھے۔ حالانکہ یہ ان کی غلط فہمی ہے اس لیے کہ حضور مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے غالی گمراہ اور بے دین لوگ تھے چنانچہ خود امام ربانی نے لکھا ہے۔

در حق شیخ غلو بسیار یست ہمانیہ
در محبت جانب افراط میگیرند چون
رنگ محبان مفرط حضرت امیر کرم اللہ وجہہ
جو لوگ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے عقیدۃ

یعنی ایک جماعت حضرت محبوب سبحانی قدس سرہٗ کے حق میں بہت غلو کرتی ہے۔ اور محبت میں حد سے بڑھ جاتی ہے۔ جس طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے محب (شیعہ) حد سے بڑھ گئے ہیں۔

غالیوں کا عقیدہ:۔ غالیوں کا عقیدہ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ خود متعین فرماتے ہیں کہ

اس جماعت کی گفتگو کے اشارات سے ایسا مفہوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ شیخ قدس سرہٗ کو تمام پہلے اور ان کے بعد آنے والے سب اولیاء سے افضل قرار دیتے ہیں۔ اور انبیاءؑ کے سوا کوئی دوسرا معلوم نہیں کہ شیخ سے افضل تسلیم کرتے ہوں یہ محبت میں افراط کی وجہ ہے۔ (مکتوبات ص ۲۹۲ دفتر دوم)

انتباہ:۔ سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی کیا تخصیص ہے۔ اگر ہمارے دور میں بھی ایسے غالی ہوں تو ہم بھی ان کا اسی طرح رد لکھیں گے جیسے امام ربانی رضی اللہ عنہ فرما رہے ہیں۔ بلکہ ان سے بڑھ کر لیکن میں سمجھتا ہوں۔ ہمارے دور میں ایسے غالی نہیں ہیں صرف یہ ہے کہ امام ربانی قدس سرہٗ کی تصریح کے برعکس وہ یوں مانتے ہیں کہ صحابہ کرام و اہلبیت عظام اور امام مہدی علے نبینا علیہم کو مستثنیٰ کر کے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا قدم روحانی اولین و متاخرین پر ہے یا اس سے ان کی افضلیت یا ان کے سلسلہ کی فوقیت مراد ہے۔ اور یہ غلو نہیں بلکہ عین حقیقت ہے۔ جس کا حضرت امام ربانی قدس سرہ کو بھی انکار نہیں بلکہ آپ

کی تصریحات فقیر عرض کر چکا ہے۔

تیسری وجہ:۔ حضور امام ربانی رضی اللہ عنہ کو تقدم و تأخر کا انکار جسمانی ہے اور روحانی کی تصریح بھی عمداً چھوڑی تاکہ غالیوں کو معمولی سی لچک سے غلط فہمی نہ ہو۔ وہ اسے اپنی دلیل نہ بنالیں جیسے عام طور غالیوں کی عادت ہوتی ہے اور امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے رد کے اسلوب سے بھی یہی ثابت ہوتا کہ آپ انہی غالیوں کا رد فرما رہے ہیں جو حضور غوث پاک رضی اللہ کو صحابہ سمیت افضل مانتے تھے۔

بعض نقشبندی غالی:۔ الحمد للہ امام ربانی قدس سرہٗ کے زور قلم سے دنیا میں ایسے غالی قادری نیست و نابود ہو گئے۔ کہ جن کا عقیدہ ہو کہ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ صحابہ کرام سمیت تمام اولیا کرام پر افضل ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ آپ کے مکتوبات شریف کی چند عبارات (جو امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ) نے قادری غالیوں کے رد میں لکھی تھیں اس سے امام ربانی کو حضور غوث صمدانی پر فضیلت دینے لگ گئے اور حضور غوث اعظم کو صرف اپنے زمانہ کے غوث ماننے پر اکتفا کر کے حضور مجدد الف ثانی کو غوث اعظم کی مسند پر بیٹھا دیا۔ بلکہ افتراء یہ کہ امام ربانیؒ کے مکتوبات سے ثابت ہے کہ امام ربانی اپنے آپ کو غوث صمدانی سے افضل سمجھتے ہیں۔ پہلے دور میں یہ آواز ایک غالی نقشبندی نے اٹھائی تو حضرت شاہ غلام علی مجددی نقشبندی دہلوی قدس سرہٗ اور آپ کے رفقاء نے اس آواز

کو وباد یا چنانچہ سلسلہ نقشبندیہ کے مجدد وقت حضرت شاہ غلام
علی دہلوی قدس سرہ نے فرمایا کہ
مکتوب شصت و ہفتم در دفع شبہات بعضے منکراں کہ بے
تحقیق بر کلام فیض نظام حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کردہ
اند بعد حمد و صلوٰۃ معلوم نمایند کہ بر کلام حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہم بے
تحقیق اعتراضہائی نمایند میگویند کہ ایشاں بجناب حضرت غوث
الثقلین رضی اللہ تعالٰی عنہم آنچہ نہ لائق شان آدمی است نوشتہ
از معاذ اللہ ایں چہ دروغ بیفروغ است یاوہ گویاں میگویند غفر اللہ
لہم ایشاں در رسالہ مبدء و معاد کہ منسوب است بایشاں نوشتہ از
دریں عروج اخیر کہ عروج از مقامات اصل است بایں فقیر مردانہ
روحانیت حضرت غوث اعظم محی الدین شیخ عبد القادر بزجود و
قدس اللہ تعالٰی سرہ الاقدس و بقوت تصرف از آں مقام گذرانید
باصل الاصل گردانیدند و نیز نوشتہ از کہ از مشائخ عظام چشتیہ
روحانیت حضرت خواجہ قطب الدین از دیگراں امداد ایں درویش
فرمودند رحمۃ اللہ علیہم در رسالہ مکاشفات غیبیہ کہ از مکشوفات
ایشاں است میفرمایند رحمۃ اللہ علیہم باید دانست کہ اسلاں ذات
ازیں بزرگواراں راکہ با فراد ملقب اند نیز اقل قلیل افدا کابر اکابر
و ائمہ اثنا عشر از اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین بایں دولت
فائز اند و از اکابر اولیاء اللہ غوث الثقلین قطب ربانی محی الدین
شیخ عبد القادر جیلانی قدس اللہ سرہ الاقدس بایں دولت
ممتاز اند دریں مقام شان خاص دارند اولیاء دیگر از اں خصوصیت

قلیل النصیب اند و انبیا مصلی با عث علو شان ایشاں فحش دہ است
کہ فرمودہ علی رقبۃ کل ولی اللہ اگرچہ دیگراں راہم فضائل و کرامت بسیار
است اما قرب ایشاں بایں خصوصیت از ہمہ زیادہ تر است در
عروج بآں کیفیت کسے بایشاں نمیرسد و باصحاب و ائمہ اثنا عشر وایں
باب مشارک اند و ذالک فضل اللہ یؤتیہ الا العظیم در جلد ثالث مکتوبات
خود در آخر مکتوب آخر نوشتہ اند رحمۃ اللہ علیہم بر کسا فیض و ہدایت بوسد
متوسط ائمہ اثنا عشر علی الترتیب رضی اللہ تعالٰی عنہم تا آنکہ نوبت
شیخ عبد القادر رسد قدس سرہ منصب مذکور بایشاں مفوض گشت
وصول فیوض و برکات دریں راہ بہر کہ باشد از اقطاب و نجباء بتوسط
شریف مفہوم مشہور چرا ایں منصب غیر او دا میسر نشدہ تا معاملہ توسط
فیضاں بر پا است بتوسل او است رحمۃ اللہ علیہ در ہماں مکتوب خود
را نائب حضرت غوث الثقلین را مینب نوشتہ اند و خلیفہ خلف میری
خود باشد چنانچہ ماہ از خورشید از قول بے حرفہ گویاں کہ نزول حضرت
غوث الثقلین باقصی نوشتہ اند معاذ اللہ ایں افترا است کہ ہر بیج
جا ایں لفظ و نسبت نقصان باآنجناب مستطاب تحریر نکردہ مگر ایں
عبارت کہ عروج شان از اکثر اولیا برتر واقع شدہ و ہمیں است
سبب کثرت ظہور خوارق آنجناب در مکتوبات متبرکہ انبیت و اینہم
است در کلام ایشاں کہ ہر کرا عروج بلند تر نزول بود کامل تر خواہد بود
در نوشتہ از چند انکہ نزول کامل تر افادہ فیوض اندو زیادہ خواہد بود
و انافاضات و اشاعت انوار طریقہ سفیفہ و شریفہ کہ از جناب حضرت
غوث الثقلین رضی اللہ تعالٰی عنہم بظہور آمدہ معذور ز بیاں نیست

بدانکہ بے ادبی درجناب اولیاء رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہم فسق است فاسق و جبند عزولی میشود وقال اللہ تعالےٰ ان اولیاء الا المتقون۔ بدآنکہ اتباع سنت موجب فضل اولیاء وطرف میشود حاصل دردے عقیدہ صحیح اہل سنت وجماعت واخلاق واعمال واحوال باطنی است درطریقہ حضرت مجدد کہ طریقہ حضرت بہاؤالدین رضی اللہ عنہا است بے مزج بدعت شائع است بے تعصب نظر بیاید کرد واحوال متوسلان طریقہ ایں اکابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ یشاعلی طریقۃ المستقیم آمین کسیکہ ملاحظہ مکتوبات نماید ہیچ اعتراض نخواہد یافت والسلام اتزالطیب صلوٰۃ ابراہیمی علیہ الصلوٰۃ ہمہ است را صادر شد پس صلوٰۃ ابراہیمی بہر معنی کہ باشد است را در تحقیق آں دخلے است از یکے کم واز یکے زیادہ واللہ اعلم وانبیاء الصلوٰۃ بالواسطہ امت توابہا سیر سراحوال علی الخیر کفا علہ ویرفع توسط از مشائخ قائل شدہ از حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا در وقت نزول آیت برائۃ الشان فرمودہ از حمد خدا سکینہ پس در غلبۂ احوال کلمات معروف عزانظاہر بسیار صادر شدہ تاویلات آں کردہ اند پس تاویل را از کلام دخلے ثابت است والسلام :۔

ترجمہ :۔ بعض منکرین نے بلا تحقیق مجدد رضی اللہ عنہ کے کلام پر اعتراض کئے ہیں اور کہتے ہیں کہ مجدد الف ثانیؒ نے غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہا کے متعلق ناشائستہ باتیں لکھی ہیں (معاذ اللہ) یہ دروغ بے فروغ ہے۔ حالانکہ آپ نے تو رسالہ مبدا ومعاد میں لکھا کہ مجھے غوث اعظم نے تصرف کرکے اصل الاصل تک پہونچایا ہے۔ یاد رہے کہ افراد کے القاب سے اہلبیت سے سرفراز ہیں۔ نیز

اکابر اولیاء میں غوث الثقلین سرفراز ہیں آپ کو اس مقام خاص سے میں ممتاز کیا گیا ہے یہ خصوصی انہیں نصیب ہے اس مرتبہ پر آپ کے اور کوئی ولی اللہ نہیں پہونچا۔ اس کے بعد وہی مضمون دہرایا ہے۔ جو مجدد اعظم رضی اللہ عنہ نے لکھا اور قاضی ثناءاللہ نے بھی کہ یہ عہدہ سے لکھوا امام مہدی رضی اللہ عنہ غوث اعظم کے پاس رہے گا۔ آخر میں بطور نصیحت لکھا کہ اولیاء کے بے ادبی فسق ہے۔ اس کے بعد چند نصائح تحریر فرمائے۔

بہرحال تبرکاً فارسی عبارت فقیر نے لکھی۔ اس کا خلاصہ یہی لکھدیا ہے۔ اب بھی کوئی درست نہیں مانتا تو وہ یقین کرلے کہ غوث اعظم کے گستاخ کا خاتمہ خراب ہوتا ہے۔

حضرت علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ لکھتے ہیں کہ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ اپنی جوانی میں ایک بزرگ (غوث وقت) کی زیارت کو جارہے تھے۔ ایک شخص نے کہا کہ میں اپنے لیے فراخی رزق وغیرہ کی دعا کروں گا۔ دوسرے شخص نے جو کہ عالم تھا اور اس کا نام ابن السقا تھا۔ کہا میں تو اس بزرگ کا امتحان کرنے جارہا ہوں۔ میں اُن سے ایسے پیچیدہ سوالات کروں گا۔ جن کا جواب نہ بن پڑے گا۔ پھر حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سے ان دونوں نے پوچھا کہ صاحبزادے تم کس کام کے لیے جارہے ہو۔ آپ نے کہا اس لئے کہ ان کی زیارت سے ہمارے نفس کی اصلاح ہو جائے۔ غرض تینوں اس بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان کو کشف سے ان تینوں کی نیت کا حال پہلے ہی معلوم ہوگیا تھا۔ انھی بزرگ عرض

کرنے بھی نہ پائے تھے کہ جو شخص دنیوی غرض کے لیے آیا تھا۔ بزرگ نے اس سے فرمایا میں دیکھ رہا ہوں۔ کہ سونے چاندی کے ڈھیر تیرے پاؤں کے نیچے ہوں گے۔ ابن السقا سے فرمایا تیرے سوالات کے جوابات تو یہ ہیں۔ مگر میں تیری حالت دیکھ رہا ہوں کہ جبکہ تو اسلام سے مرتد ہو جائے گا۔ پھر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ مجھ کو یہ بات نظر آرہی ہے کہ تم منبر بغداد پر بیٹھے ہوئے یہ کہہ رہے ہو۔

قدمی ھذہ علی رقاب کل اولیاء اللہ۔

اور میں دیکھ رہا ہوں کہ اولیاء اللہ کی گردنیں اس وقت جھک رہی ہیں۔

(الوارالحسینی ص۳۱ الرفع والوضع ص۲۵)

فائدہ:۔ یہ کہانی بڑی طویل ہے۔ فقیر نے موضوع کے مطابق ملخصاً لکھا ہے اس سے مقصد واضح ہے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے گستاخ اور بے ادب کا لازماً خاتمہ خراب ہوگا

معاذاللہ

درس ادب از ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ

واقعہ مذکورہ بالا کو نقل کرکے شیخ ابن حجر مکی یوں تحریر فرماتے ہیں۔

وفی ھذہ الحکایۃ التی
کادت تتواتر فی المعنی لکثرۃ
ناقلیھا وعدالتھم فیھا ابلغ زجر و
اکد ردع عن الانکار علی اولیاء
اللہ تعالیٰ خوفاً من ان یقع
المنکر فیما وقع فیہ ابن السقا من
تلک الفتنۃ المھلکۃ الابدیۃ
التی لا اقبح منھا ولا اعظم منھا
نعوذ باللہ من ذلک ونسالہ
بوجھہ الکریم وحبیبہ الرؤف الرحیم
ان یؤمننا من ذلک ومن
کل فتنۃ ومحنۃ بمنہ وکرمہ
فیھا ایضاً الحث علی اعتقاد
ھم والادب معھم وحسن الظن
بھم ما امکن

(فتاوی حدیثیہ حطیہ ص۲۳۲)

ترجمہ اس حکایت میں جو ناقلین
عادلین کی کثرت کے سبب
معنی کی رو سے متواتر ہے۔
اولیاء اللہ سے انکار پر بڑی
زجر و توبیخ ہے بلکہ مبادا منکر
اولیاء اللہ ابن السقا کی طرح ابدی
ہلاکت کے فتنہ میں مبتلا ہو کہ جس
سے بدتر اور بزرگ تر کوئی فتنہ نہیں
ہم اس سے اللہ کی پناہ مانگتے
ہیں۔ اور اس کی ذات کریم اور
اس کے رؤف و رحیم حبیب پاک
صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے
دعا مانگتے ہیں کہ وہ اپنے احسان و
کرم سے ہمیں اس سے اور ہر ایک
محنۃ اور بلا سے امن میں رکھے
اور نیز اس حکایت میں اس
امر کی بڑی ترغیب ہے کہ جہاں

تک ہوسکے اولیاء اللہ کی نسبت
حسنِ اعتقاد اور حسن ظن رکھنا
چاہیئے اور ان کا ادب کرنا چاہیئے
(فتاویٰ حدیثیہ صـ ۲۳۲)

فائدہ: اولیاء کرام کی بے ادبی اور گستاخی کا انجام برا ہے۔ جیسا کہ ابن سقا کا حال اوپر مذکور ہوا۔ اور درجنوں واقعات فقیر نے کتاب گستاخوں کا برا انجام میں لکھا ہے۔

بے ادب نہ تنہا خود را داشت بد
بلکہ آتش خود ہم آفاق زد

تعارف سیدنا بہاؤالدین نقشبند رضی اللہ عنہ

آخر میں مناسب سمجھتا ہوں کہ صاحب سلسلہ سیدنا بہاؤالدین نقشبند رضی اللہ عنہ کا مختصر" تعارف عرض کردوں۔ یہ ایک نقشبندی رسالہ "ماہنامہ انوار لاثانی" علی پور سیداں" سے ماخوذ ہے۔

سلسلہ نقشبندیہ سلسلہ نقشبندیہ تصوف کے تمام سلاسل میں ایک منفرد اور ممتاز مقام رکھتا ہے۔ یہ سلسلہ نویں صدی ہجری میں ایشیاء کے کوچک کے عظیم الشان شہر بخارا سے حضرت شاہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ کی قیادت میں ابھرا اور دنیا اسلام کے اہل علم اور اہل دل کو متوجہ کیا۔ اس سلسلہ کے بانی نے اپنے آپ کو شریعت کی پابندی اور حضور سرور کونین کی سنت کا اتباع بنا کر شریعت طریقت کا مقتدا قرار دیا۔ اپنے تربیت یافتہ حضرات

کو پابندی شریعت کی مثال بنا کر دنیا کے سامنے پیش کیا وہ کرامت کی بجائے استقامت پر عمل پیرا ہوئے۔

خواجہ بہاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ: حضرت خواجہ نقشبند کی روحانی تربیت گاہ بخارا سے تین میل دور قصر عارفاں کھلی رہی۔ قصر عارفاں (بخارا) کی روحانی ضیاؤں نے دنیائے اسلام کو منور کیا۔ انہیں ضیاؤں سے عالم اسلام کے آسمان علم و معرفت پر آفتاب و ماہتاب چمکے شہنشاہ نقشبند خواجہ خواجگاں حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ نے اسی مقام پہ سلسلہ نقشبندیہ کی بنیاد رکھی۔ پھر سلسلہ نقشبندیہ کے انفاس قدسیہ کی تربیت میں شب و روز کام کیا۔ جو حضرات یہاں سے تربیت پاکر نکلے ان کے فیوض و برکات صدیوں تک عالم اسلام کو فیض یاب کرتے رہے۔ قیصر عارفاں کے تربیت یافتہ حضرات بخارا سے اٹھے تو ایران، افغانستان، ترکی، شام اور دیگر بر و بحر سے بڑھ کر برصغیر پاک و ہند پہ چھا گئے۔ ان کی کوششوں سے نقشبندیہ سلسلہ کی بارگاہیں قائم ہوئیں۔ جنہوں نے اسلام اور عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں کے قرب وا ذہان کو مالا مال کر دیا۔

—— ❊ ——

بخارا صدیوں سے اسلامی علم و فضل کا گہوارہ رہا ہے۔ اس سرزمین نے اسلام کے جلیل القدر فرزندوں کی پرورش کی۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری (محدث اعظم) شیخ بیدار، امام محمد شعیبانی، امام محمد الیہ موتی، محمد بن فضل

سید علی کلالی قدس سرہ الاسرار ہم کے علاوہ ہزاروں احباب علم و معرفت اسی عروس البلاد سے تعلق رکھتے تھے۔ اور یہاں سے اسلامی علوم و فنون کے چشمے پھوٹے جو چاروانگ کو سیراب کرتے گئے۔ تاتاریوں کے سیلاب نے اسی شہر کو تہہ و بالا کیا۔ بقول صاحب تاریخ بخارا "آمدند کندند سوختند کشتند، بردند، رفتند" تاتاریوں کا طوفان بے پناہ آیا اس نے بخارا کو اکھاڑا، جلایا، قتل عام کیا اور لوٹا اور چلتے بنے، تا تاری طوفان مدہم ہوئے ابھی نصف صدی گذرنے نہ پائی تھی کہ امیر تیمور جیسا فاتح اسی سرزمین سے اٹھا یورپ اور ایشیا کی سلطنوں کو تہہ و بالا کرتا ہوا دنیا پر چھا گیا۔

—— ✻ ——

اسی امیر تیمور کے عہد میں نہار سے خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہ نے بخارا سے تین میل دور قصر عارفاں کی بنیاد رکھی اور خاک و خون میں تڑپتی ہوئی انسانیت کے زخموں پر روحانیت کی مرہم رکھنے کا کام کیا۔ آپ محرم ۷۱۸ھ میں سلطان علی رامیتنی (م ۷۲۱ھ) کے عہد حکومت میں بخارا میں پیدا ہوئے۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت امام زین العابدین ابن حضرت امام حسین ؓ سے ملتا ہے۔ اور سلسلہ طریقت سیدنا حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے منسلک ہے۔ آپ کی پیدائش سے کئی سال قبل آپ کے دادا پیر خواجہ محمد بابا سماسی قدس سرہٗ آپ کے مولد کے نزدیک سے گذرتے تو فرماتے ہوئے معرفت رب العزت ازاں نواحی وشام جان می رسد۔

آپ ہر بار قصر ہندواں سے گذرتے تو فرماتے اس سرزمین سے

کسی مرد حق کی خوشبو آ رہی ہے۔ ایک دن آپ کے پیر و مرشد حضرت سید امیر کلال قصر ہندواں جاتے ہوئے قصر عارفاں کے قریب سے گزرے تو فرمانے لگے۔ آج وہ خوشبو تیز آ رہی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ مرد حق پیدا ہو گئے ہیں۔ وہیں قیام پذیر ہوئے تو معلوم ہوا کہ خواجہ بہاؤالدین کو پیدا ہوئے تین دن ہو گئے ہیں۔

آپ کے والد مکرم سید محمد بخاری بیان کرتے ہیں کہ بہاؤالدین کی پیدائش کے تیسرے روز خواجہ محمد بابا سماسی اپنے احباب کے ساتھ قصر ہندواں میں تشریف فرما ہوئے مجھے آپ سے بے حد عقیدت تھی میرے دل میں آیا کہ نومولود کو آپ کی خدمت میں پیش کروں چنانچہ بہت سے احباب کی موجودگی میں بچے کو لے گیا۔ اور حضرت خواجہ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے دیکھتے ہی فرمایا "یہ بچہ ہمارا بیٹا ہے۔ اور ہم اسے اپنی فرزندی میں قبول کرتے ہیں۔ پھر آپ نے تمام احباب کو متوجہ کرتے ہوئے فرمایا۔ یہ وہی مرد حق ہے جس کی خوشبو ہمیں ایک مدت سے شام جان کو کھینچ رہی تھی۔ یہ مقتدائے روزگار ہوگا۔ پھر آپ نے خواجہ امیر سید کلال کو فرمایا میرے اس بیٹے کی تربیت اور شفقت میں کوئی کمی نہ چھوڑنا۔ اگر کوئی کوتاہی ہوئی تو ہم تمہیں معاف نہیں کریں گے۔ امیر نے وعدہ کیا کہ اگر میں نے اس معاملہ میں کوتاہی کی تو مجھے مرد نہ کہنا۔

—— ✻ ——

حضرت خواجہ بہاؤالدین اور ان کے والد کمخوابی پر نقشبندی کیا کرتے تھے۔ اٹھارہ سال کی عمر میں آپ کے جد امجد نے آپ کو حضرت بابا سماسی ؓ کی خدمت میں سماس بھیجا تاکہ آپ کے فیض صحبت سے مستفیض ہو سکے

حضرت خواجہ اپنے رسالہ انیس الارواح میں بیان کرتے ہیں کہ آپ کی زیارت سے مجھے اولین اثر یہ ہوا کہ اسی رات میرے اندر نیازمندی اور انکساری کا جذبہ پیدا ہو گیا میں اٹھا اور مسجد میں گیا۔ دو رکعت نماز ادا کی اور سر بسجود ہو کر تضرع و نیاز میں ڈوب گیا۔ دعا کی اے اللہ! مجھے اپنی محبت کا بوجھ برداشت کرنے کی قوت عطا فرمائیے۔ دوسرے دن صبح کے وقت میں حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا بیٹا! دعا یوں کرنا چاہیئے تھا کہ اے اللہ، جس کام میں تیری رضا ہے۔ وہ مجھے عنایت فرما اور اپنے فضل و کرم سے قوت برداشت دے اگر وہ اپنی حکمت سے کوئی ابتلا دے گا۔ تو اس کی برداشت کی قوت بھی دے گا۔ خود کسی مصیبت یا بوجھ کو طلب کرنا درست نہیں ایسی گستاخی نہیں کرنا چاہیئے۔ کھانا کھانے کے بعد حضرت خواجہ نے مجھے ایک روٹی عنایت کی میرے دل میں خیال آیا کہ پیٹ بھر کھانا کھا لیا ہے۔ ایک ساعت کے بعد اپنی منزل پر پہنچنا ہے۔ اس روٹی کی کیا ضرورت، سفر پر نکلے میں آپ کی رکاب تھامے ساتھ تھا۔ میرے دل میں جو بھی خدشہ یا خیال آیا تو آپ فرماتے دل کو نگاہ میں رکھنا چاہیئے۔